OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

Tendencies toward Tatfeef (Dishonesty) in the Injunctions and Etiquettes of Prayer: An Evaluation from an Islamic Perspective

نماز کے احکام و آداب میں تطفیف کے رحجانات: اسلامی تناظر میں جائزہ

Unsa Khan
PhD Scholar, Lecturer Department of Islamic Studies The Women University Multan

Dr Kalsoom Paracha
Professor Chairperson Department of Islamic Studies.
The Women University Multan

Received on: 16-01-2026 Accepted on: 24-02-2026

Abstract

The contemporary Muslim world is witnessing a growing decline in the quality, consistency, and spiritual consciousness of religious observance. While acts of worship (عبادات) remain outwardly practiced by many, tendencies of negligence (غفلت) and Dishonesty (Tatfeef تطفیف)-understood not merely as deficiency in commercial dealings but as the incomplete or careless fulfillment of divinely prescribed obligations-have increasingly permeated the sphere of worship. This study examines the emerging patterns of negligence and Dishonesty in acts of worship within contemporary society through an Islamic perspective. Drawing upon the Qur'an, the Sunnah, and the interpretations of classical and contemporary Muslim scholars, the article explores the conceptual foundations of Negligence and Dishonesty, identifies their manifestations in essential acts of worship such as prayer, fasting, Zakāh (Zakat زکوۃ), and pilgrimage, and analyzes the moral, spiritual, and social factors contributing to their prevalence.

Employing a qualitative and analytical research methodology based on primary Islamic sources and relevant scholarly literature, the study argues that negligence in worship is not merely an individual spiritual weakness but a phenomenon with profound ethical and societal implications. The findings indicate that weakening religious consciousness, materialistic lifestyles, inadequate religious education, and the influence of modern socio-cultural challenges have significantly contributed to the deterioration in the quality of worship. The article concludes by proposing comprehensive remedial measures rooted in Islamic teachings, including strengthening faith-based education, reviving spiritual accountability (تقویٰ و احسان), promoting family and institutional religious guidance, and fostering collective awareness of the comprehensive objectives of worship. It emphasizes

that restoring sincerity, excellence, and completeness in worship is essential for both individual spiritual development and the moral reform of contemporary Muslim society.

Keywords: Worship (عبادات); Negligence (غفلت); Dishonesty (Tatfeef تطفیف); Contemporary Muslim Society; Islamic Ethics; Qur'an and Sunnah; Spiritual Accountability; Religious Consciousness; Moral Reform; Islamic Perspective.

عبادت کا مفہوم، اسلامی مؤقف اور اہمیت

لغوی اعتبار سے لفظ "عبادت"

لفظ عبادت عربی زبان کے مادے **"ع ب د"** سے نکلا ہے(i)، جس کے بنیادی معنی انتہائی عاجزی، فرمانبرداری اور کسی کے سامنے خود کو مکمل طور پر جھکا دینے کے ہیں۔

والعبادة: الطاعة یعنی عبادت سے مراد طاعت و فرمانبرداری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **إِيَّاكَ نَعْبُدُ"** یعنی ہم ایسی اطاعت کرتے ہیں جس کے ساتھ عاجزی و خضوع ملا ہوا ہو۔ اور لغت میں عبادت کا معنی "**اللغة الطاعة مع الخضوع**" ہے یعنی عاجزی کے ساتھ فرمانبرداری۔(ii)

والعبادة بالكسر الطاعة، عبادت کسرہ کے ساتھ فرمانبرداری کو کہتے ہیں۔ بعض ائمۂ اشتقاق نے کہا: **العبودية** کی اصل ذلت اور خضوع ہے۔ اور بعض دوسرے اہلِ لغت نے کہا: **العبودة** سے مراد اس بات پر راضی ہونا ہے جو رب تعالیٰ کرتا ہے، جبکہ **العبادة** سے مراد وہ کام کرنا ہے جس سے رب تعالیٰ راضی ہو۔(iii)

المعجم الوسیط کے مطابق عبادت کا معنی: **عَبَدَ اللّٰهَ عِبَادَةً: خَضَعَ لَهُ وَانْقَادَ وَأَلْهَمَ الطَّاعَةَ**(iv) اس نے اللہ کی عبادت کی: یعنی وہ اس کے سامنے عاجز ہوا، اس کا فرمانبردار بنا اور اطاعت کے سانچے میں ڈھل گیا۔

اردو لغت کے مطابق عبادت کا مفہوم : بندگی، پرستش، طاعت، گزاری، شریعت کے مطابق عمل کرنا"(v)

اسلامی اصطلاح اور شریعت کی رو سے، عبادت محض چند مخصوص ظاہری رسومات یا حرکات و سکنات کا مجموعہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک مومن کی والہانہ محبت، قلبی عاجزی اور ظاہری و باطنی اطاعت کے ساتھ اللہ رب العزت کے تمام احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام ہے۔ اسلام کا اس حوالے سے موقف نہایت جامع ہے؛ اس کے نزدیک انسان کی پیدائش کا بنیادی اور حقیقی مقصد ہی بندگیِ رب تعالیٰ ہے، جو انسانی روح کو حقیقی توانائی فراہم کرتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے ارکانِ اسلام دراصل بندے کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق استوار اور مضبوط کرنے کے بنیادی ذرائع ہیں۔ عبادات کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ انسان کو محض مادی اور حیوانی سطح سے بلند کر کے اخلاقی اور روحانی معراج عطا کرتی ہیں، جس سے فرد کے باطن کا تزکیہ ہوتا ہے اور معاشرے میں ایک صالح، خدا ترس اور ذمہ دار انسان پروان چڑھتا ہے۔

انسانی تخلیق کا اصل مقصد قرآن کی روشنی میں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"(vi) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔

اسلامی اصطلاح میں "**عبادت**" سے مراد انتہائی عاجزی، محبت اور اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرنا ہے؛ یہ صرف چند مخصوص رسومات کا نام نہیں بلکہ ایک مومن کی پوری زندگی کو رضائے الٰہی کے سانچے میں ڈھالنے کا عمل ہے۔ "اسلام میں عبادت کا تصور نہایت وسیع ہے، یہاں دین اور دنیا الگ نہیں بلکہ احکامِ الہیٰ کے مطابق گزاری گئی پوری زندگی ہی عبادت بن جاتی ہے۔"(vii) اسلام کا عبادات کے بارے میں مؤقف یہ ہے کہ یہ انسانی تخلیق کا اصل مقصد اور روح کی بنیادی غذا ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے ارکانِ اسلام بندے کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق مضبوط کرتے ہیں اور انسان کے اندر تقویٰ (خدا ترسی) اور تزکیہ نفس پیدا کرتے ہیں۔ عبادات کی اہمیت اس بات سے واضح ہوتی ہے کہ یہ انسان کو مادی وجود سے بلند کر کے اخلاقی اور روحانی معراج عطا کرتی ہیں، جس سے فرد کے باطن کی اصلاح ہوتی ہے اور اس کے دل میں آخرت کی جواب دہی کا احساس بیدار ہوتا ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ "ایک مومن کی والہانہ محبت، قلبی عاجزی اور ظاہری و باطنی اطاعت کے ساتھ اللہ رب العزت کے تمام احکامات کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینے کا نام " عبادت "ہے"۔(viii)

اس لحاظ سے عبادت یعنی بندگیِ رب، تمام انسانی سرگرمیون کا محور ہے کہ معاشی، معاشرتی، سیاسی، عائلی اور اخلاقی غرض ہر پہلو سے اللہ کی بندگی کے پیشِ نظر ضروری ہے لیکن انسانی سرگرمیوں کو درست خطوط پر استوار کرنے کے لیے اسلامی میں کچھ اعمال کا بطور عبادت تعین کردیا ہے ان سے کوئی اور غرض نہیں۔ نظر گناہ اور اللہ کے نافرمانی قرار پاتا ہے۔ اس لحاظ سے اسلام کا ایک مخصوص نظامِ عبادت ہے جو نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج جیسے فرائض پر مشتمل ہے۔

عبادت کی جامعیت اور ارکانِ اسلام حدیثِ نبویﷺ کی روشنی میں:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَالْحَجِّ»"(ix)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے: اس بات پر کہ اللہ کی توحید (ایک ہونے) کا اقرار کیا جائے، نماز قائم کی جائے، زکوٰۃ دی جائے، رمضان کے روزے رکھے جائیں اور حج کیا جائے۔"

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے ارکانِ اسلام دراصل بندے کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق استوار اور مضبوط کرنے کے بنیادی ذرائع ہیں۔ عبادات کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ انسان کو محض مادی اور حیوانی سطح سے بلند کر کے اخلاقی اور روحانی معراج عطا کرتی ہیں، جس سے فرد کے باطن کا تزکیہ ہوتا ہے اور معاشرے میں ایک صالح، خدا ترس اور ذمہ دار انسان پروان چڑھتا ہے۔

تطفیف کے لغوی معنی

تطفیف کے حروف اصلیہ "**ط ف ف**" ہیں ۔**"التَّطْفِيفُ: النَّقْصُ فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ، وَهُوَ أَنْ لاَ تُوَفِّيَ الْكَيْلَ أَوِ الْوَزْنَ، وَالتَّطْفِيفُ لاَ يَكُونُ إِلاَّ فِي أَمْرٍ حَقِيرٍ نَزِرٍ"**(x) تطفیف ناپ اور تول میں کمی کرنے کو کہتے ہیں، یعنی ناپ یا تول کو پورا نہ کرنا، اور تطفیف کا لفظ عموماً معمولی یا چھوٹی کمی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

التَّطْفِيفُ: النَّقْصُ فِي الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ، وَأَصْلُهُ مِنْ طَفِّ الشَّيْءِ، أيْ: جَانِبِهِ وَنَاحِيَتِهِ"(xi) تطفیف کا لغوی معنی ناپ اور تول میں کمی کرنا ہے، اور اس کی اصل "طَفّ" سے ہے جس کے معنی کسی چیز کے کنارے یا جانب کے ہیں۔

"التَّطْفِيفُ: الْبَخْسُ فِي المِكْيَالِ وَالمِيزَانِ، وَمِنْهُ الطَّفِيفُ وَهُوَ الشَّيْءُ الْقَلِيلُ، وَتَطْفِيفُ الْعَبَادَةِ: نَقْصُ أَرْكَانِهَا وَشُرُوطِهَا" تطفیف کا مطلب پیمانے اور ترازو میں کمی کرنا ہے، اسی سے لفظ "طفیف" ہے جو تھوڑی چیز کے لیے آتا ہے، اور عبادت میں تطفیف سے مراد اس کے ارکان اور شرائط میں کمی کرنا ہے۔(xii)

تطفیف کے اصطلاحی معانی

عام اصطلاح میں **تطفیف** سے مراد خریدار یا فروخت کنندہ کا لین دین کے وقت ناپ (پیمانے) یا تول (ترازو) میں اس طرح کمی کرنا ہے کہ دوسرے کا حق پورا نہ ملے۔ اسلامی شریعت اور فقہی نقطہ نظر سے اس کے معانی میں وسعت ہے، جس میں ہر قسم کے حقوق کی تلفی اور ناانصافی شامل ہے۔

علامہ ابن العربی تطفیف کے اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"التَّطْفِيفُ هُوَ النَّقْصُ عَنِ الْحَقِّ فِي المِكْيَالِ أَوِ المِيزَانِ، أَوْ فِي الأَعْمَالِ وَالْحُقُوقِ"(xiii)

تطفیف سے مراد پیمانے، ترازو، نیز اعمال اور انسانی حقوق میں سے کسی کے حق کو کم کرنا یا اس میں کمی لانا ہے۔

امام رازی سورۃ المطففین کی تفسیر میں تطفیف کی اصطلاحی حقیقت کو یوں واضح کرتے ہیں:

"التَّطْفِيفُ فِي الشَّرْعِ: هُوَ بَخْسُ المِكْيَالِ وَالمِيزَانِ، وَسُمِّيَ بِذٰلِكَ لأَنَّ المُطَفِّفَ لاَ يَسْرِقُ إِلاَّ الشَّيْءَ الطَّفِيفَ الحَقِيرَ غَالِبًا"(xiv)

شرعی اصطلاح میں تطفیف سے مراد ناپ اور تول میں کمی کرنا ہے۔ اسے تطفیف اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ کمی کرنے والا غالباً بالکل معمولی اور تھوڑی ہی چیز چراتا ہے۔

علامہ قرطبی تطفیف کو صرف مالی لین دین تک محدود رکھنے کے بجائے عبادات اور حقوق العباد دونوں پر محیط قرار دیتے ہیں:

"قَالَ الْعُلَمَاءُ: التَّطْفِيفُ يَقَعُ فِي المِكْيَالِ وَالمِيزَانِ وَالصَّلاَةِ وَالْوُضُوءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ الأَعْمَالِ، وَهُوَ أَنْ لاَ يُوَفَّى حَقُّهَا"(xv)

علماء فرماتے ہیں کہ تطفیف صرف پیمانے اور ترازو میں ہی نہیں بلکہ نماز، وضو اور دیگر اعمال و حقوق میں بھی واقع ہوتی ہے، اور اس کا مطلب کسی کا پورا حق ادا نہ کرنا ہے۔

جدید دور کے معروف مفسر شیخ عبد الرحمن السعدی اس کی اصطلاحی مفہوم کو سمیٹتے ہوئے

لکھتے ہیں: "

"التَّطْفِيفُ: هُوَ النَّقْصُ بَخْسًا وَظُلْمًا فِي الكَيْلِ وَالْوَزْنِ، سَوَاءٌ كَانَ ذٰلِكَ بِأَخْذِ الزِّيَادَةِ إِذَا كِيلَ لَهُمْ، أَوْ أَنْ يَنْقُصُوا إِذَا كَالُوا لِلنَّاسِ"(xvi) تطفیف سے مراد ناپ اور تول میں ناانصافی اور ظلم کے ساتھ کمی کرنا ہے، خواہ یہ کمی دوسروں سے لیتے وقت زیادہ لینے کی صورت میں ہو یا دوسروں کو دیتے وقت کم دینے کی صورت میں ہو۔

اصطلاحِ شریعت میں **تطفیف** کا مفہوم محض خریدو فروخت میں ڈنڈی مارنے تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ہر وہ عمل شامل ہے جس میں انسان دوسروں سے اپنا حق تو پورا پورا وصول کرے، لیکن جب دوسروں کا حق ادا کرنے کا وقت آئے تو اس میں کمی یا غفلت سے کام لے (خواہ وہ عبادات ہوں، ملازم کی ڈیوٹی ہو، یا معاشرتی حقوق)۔

عصرِ حاضر میں نماز میں تطفیف

اسلامی عبادات معاشرے پر انتہائی مثبت اور تعمیری اثرات مرتب کرتی ہیں؛ یہ اجتماعی نظام میں نظم و ضبط، مساوات، ہمدردی اور باہمی اخوت کو فروغ دیتی ہیں، جیسا کہ باجماعت نماز معاشرتی اتحاد کا اور زکوٰۃ معاشی عدل کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس، **عبادات سے غفلت برتنے یا انہیں ترک کرنے کی روِش کا نام "عبادات میں تطفیف" ہے** جس کے شدید منفی اثرات ہماری انفرادی اور معاشرتی دونوں صورتوں میں مرتب ہو رہے ہیں۔ جب انسان یادِ خدا سے غافل ہوتا ہے، تو معاشرے میں مادہ پرستی، خود غرضی اور اخلاقی بے راہ روی تیزی سے پھیلتی ہے۔ عبادات کی روح ختم ہونے سے لوگوں کے دلوں سے خوفِ خدا نکل جاتا ہے، جس کا براہِ راست نتیجہ فرائض چوری کرنے، معاملات میں ڈنڈی مارنے (تطفیف) اور سماجی ناانصافی کی صورت میں نکلتا ہے، اور پورا معاشرہ نفسیاتی بے چینی اور امن و سکون کی تباہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ انسانی معاشرہ جب اخلاقی اور روحانی اقدار سے دوری اختیار کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ موجودہ دورِ جدید میں جہاں مادی ترقی عروج پر ہے، وہاں انسانی رویوں میں عبادات میں غفلت اور سستی جیسے بڑے منفی رحجانات تیزی سے سر اٹھا رہے ہیں ۔

عصرِ حاضر میں نماز میں تطفیف کی اقسام

آج کے جدید معاشرے میں عبادات میں **تطفیف** (ڈنڈی مارنے، فرائض چوری کرنے یا حق میں کمی کرنے) سے مراد یہ ہے کہ انسان بظاہر تو عبادات ادا کر رہا ہو، لیکن ان کے ظاہری حقوق، وقت، خشوع و خضوع یا اخلاص میں کمی کر دے۔ آج کے دور میں عبادات میں تطفیف کی چند نمایاں صورتیں درج ذیل ہو سکتی ہیں:

معاملات اور عبادات کا تضاد

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے جس میں عبادات اور معاملات کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، بلکہ دونوں کا باہمی ربط ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد میں لمبی نمازیں پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے، لیکن مسجد سے باہر نکلتے ہی تجارت میں دھوکہ دہی، جھوٹ،

ملاوٹ اور ناپ تول میں کمی کا مرتکب ہوتا ہے، تو یہ اس کے کردار کا کھلا تضاد ہے۔ شریعت میں ایسے شخص کی ظاہری عبادات کو کامل نہیں مانا گیا کیونکہ حقوق العباد کی پامالی عبادات کے نور کو ختم کر دیتی ہے۔ (xvii)

معاملات کی درستی کے بغیر عبادات کا ڈھانچہ ایک بے روح قالب کی مانند ہے جو اللہ کے ہاں مقبولیت کا درجہ نہیں پا سکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو سب سے بڑا مفلس قرار دیا جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے انبار لے کر آئے گا مگر دنیا میں کسی کا مال کھایا ہوگا یا کسی پر ظلم کیا ہوگا۔ عبادات کا بنیادی مقصد ہی انسان کے اخلاق اور معاملات کو درست کرنا ہے، لہٰذا زندگی کے ان دو اہم شعبوں میں تضاد رکھنا منافقت اور دین کی ناقص فہم کی دلیل ہے۔ (xviii)

وضو میں ظاہری کوتاہی اور سستی کا شرعی نقصان

عبادات کی قبولیت کا دارومدار طہارت کی درستی پر ہے۔ وضو کرتے وقت سستی کا مظاہرہ کرنا، اعضاء کو خشک چھوڑ دینا یا پانی کا صحیح استعمال نہ کرنا ایک سنگین باطنی اور ظاہری نقص ہے۔ اردو زبان کے مایہ ناز فقیہ اور عالمِ دین مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ وضو کے اعضاء کو اچھی طرح دھونے اور اس میں کی جانے والی کوتاہی کے اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: "وضو محض ایک رسمی صفائی کا نام نہیں بلکہ یہ عبادتِ الٰہی کا پہلا اور بنیادی ستون ہے۔ جو شخص وضو کے اعضاء کو اچھی طرح نہیں دھوتا، کہیں سے کوئی جگہ خشک چھوڑ دیتا ہے یا سنت کے مطابق طہارت مکمل کرنے میں جلدی بازی سے کام لیتا ہے، وہ دراصل اپنی پوری نماز کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ احادیث میں اعضاءِ وضو کے خشک رہنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، کیونکہ ناقص طہارت سے پیدا ہونے والی نماز بھی ناقص ہوتی ہے اور وہ بندے کے دل میں خشوع کی بجائے غفلت پیدا کرتی ہے۔"(xix)

سنتِ طہارت سے دوری اور شیطانی وسوسوں کا فکری جائزہ

طہارت کے آداب اور سنتوں کو نظر انداز کرنا انسان کو باطنی طور پر کمزور کرتا ہے اور وسوسوں کا شکار بنا دیتا ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے سنت کے مطابق طہارتِ کاملہ (وضو اور استنجا وغیرہ) کی اہمیت اور اس میں سستی کے نقصانات کو بڑے ہی اچھوتے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں: "بہت سے لوگ طہارت اور وضو میں مسنون طریقوں کو معمولی سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور اعضاء کو بس سرسری طور پر بھگو لیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ سنت کے مطابق طہارت مکمل نہ کرنا شیطان کو دل پر حملہ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ جب وضو میں سنتوں کی رعایت نہیں رکھی جاتی، تو طہارت ناقص رہ جاتی ہے، جس سے نماز کے اندر شیطانی وسوسے اور شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ سنت طریقہ ہی وہ حصار ہے جو انسان کو پاکیزگی کی معراج پر پہنچاتا ہے اور طہارت کی یہ کمی انسان کو دین کے اعلیٰ ذوق سے محروم کر دیتی ہے۔"(xx)

وضو میں اسراف اور تفریط: اعتدال کی اہمیت

طہارت میں کمی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اعضاء کو اچھی طرح نہ دھویا جائے اور دوسرا پہلو

پانی کا بے جا اسراف ہے، یہ دونوں ہی سنت کے خلاف ہیں۔ برصغیر کی معروف علمی و فقہی شخصیت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ نے وضو کے واجبات اور سنتوں کی ادائیگی میں برتی جانے والی سستی اور اعتدال کی حد سے تجاوز پر مفصل بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "وضو کے اعضاء کو اس طرح دھونا کہ کوئی بال برابر جگہ بھی سوکھی نہ رہے، فرض ہے؛ اور اس میں کوتاہی کرنا طہارت کو باطل کر دیتا ہے۔ آج کل عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ جلدی جلدی میں کہنیوں، ٹخنوں اور ایڑیوں کو پورا نہیں دھوتے، جس سے وضو ہی نہیں ہوتا۔ سنت یہ ہے کہ ہر عضو پر پانی اچھی طرح پہنچایا جائے اور اعضاء کو مل کر دھویا جائے تاکہ کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ طہارت میں تفریط (کمی) کرنا گناہ ہے اور اعضاء کو اچھی طرح نہ دھونا سنتِ نبویﷺ سے روگردانی ہے جو کہ نماز کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔"(xxi)

نماز کے ارکان اور واجبات کی ادائیگی میں تطفیف

نماز کی رکوع و سجود میں تطفیف:

نماز دینِ اسلام کا بنیادی ستون ہے، لیکن اس ستون کی مضبوطی ارکانِ نماز کو پورے اطمینان اور سکون سے ادا کرنے میں پوشیدہ ہے۔ جب کوئی نمازی جلدی بازی میں رکوع، قومہ، سجدہ اور جلسہ ادا کرتا ہے تو شریعت کی اصطلاح میں اسے نماز میں "تطفیف" (کمی کرنا یا چوری کرنا) کہا جاتا ہے۔ عام زبان میں اسے "کوے کی طرح ٹھونگیں مارنا" کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا سنگین معاملہ ہے جو انسان کی پوری محنت کو ضائع کر سکتا ہے۔

لیکن مفسرین کے مطابق، جو شخص اللہ کے حقوق اور خصوصاً نماز کے ارکان میں کمی کرتا ہے، وہ بھی اس وعید (سزا کی دھمکی) میں شامل ہے۔ نماز میں تطفیف کا مطلب یہ ہے کہ رکوع سے سیدھا کھڑا ہوئے بغیر سجدے میں چلے جانا، یا دو سجدوں کے درمیان اتنی دیر نہ بیٹھنا کہ ہڈیاں اپنے سکون کی حالت میں آ جائیں۔

احادیثِ نبویﷺ کی روشنی میں ارکانِ نماز میں چوری

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے جلدی جلدی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے اسے تین مرتبہ دہرانے کا حکم دیا اور پھر نماز کا صحیح طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

"إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، ثُمَّ يُكَبِّرَ اللَّهَ وَيَحْمَدَهُ وَيُمَجِّدَهُ، ثُمَّ يَقْرَأَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يَقُولَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَسْجُدَ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولَ: اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولَ: اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ يَسْجُدَ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، وَلَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَفْعَلَ ذَلِكَ"(xxii)

"تم میں سے کسی شخص کی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک وہ اللہ کے حکم کے مطابق اچھی طرح وضو نہ کرے، پھر اللہ کی تکبیر، حمد اور بزرگی بیان کرے، پھر قرآن میں سے جتنا

آسان ہو پڑھے، پھر 'سمع اللہ لمن حمدہ' کہے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر 'اللہ اکبر' کہے اور سجدہ کرے یہاں تک کہ اس کے جوڑ (ہڈیاں) پرسکون ہو جائیں، پھر 'اللہ اکبر' کہے اور اپنا سر اٹھائے یہاں تک کہ سیدھا بیٹھ جائے، پھر 'اللہ اکبر' کہے اور سجدہ کرے یہاں تک کہ اس کے جوڑ پرسکون ہو جائیں، اور لوگوں میں سے کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ ایسا (اطمینان) نہ کرے۔"

احادیثِ مبارکہ میں اس عمل کی سخت مذمت کے ساتھ ساتھ اسے بدترین چوری قرار دیا گیا ہے۔

عن أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: «لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا»(xxiii)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے چوری کرتا ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کوئی اپنی نماز میں سے کیسے چوری کر سکتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ اس کے رکوع اور سجدے کو پوری طرح (اطمینان سے) ادا نہیں کرتا۔"

مذکورہ بالا حدیث کی روح سے رسول اللہ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ چور صرف مال کا نہیں ہوتا، بلکہ جو شخص نماز کے رکوع اور سجود کو پورا نہیں کرتا، وہ سب سے بڑا چور ہے۔ اسی طرح "کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے" کی صراحت کے ساتھ ایک اور حدیث پاک میں ممانعت آئی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: «نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ نَقْرَةٍ كَنَقْرَةِ الدِّيكِ، وَإِقْعَاءٍ كَإِقْعَاءِ الْكَلْبِ، وَالْتِفَاتٍ كَالْتِفَاتِ الثَّعْلَبِ»(xxiv)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین کاموں سے منع فرمایا ہے: مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے (یعنی بہت جلدی جلدی سجدہ کرنے) سے، کتے کی طرح بیٹھنے (یعنی کولہے زمین پر رکھ کر دونوں ٹانگیں کھڑی کر کے بیٹھنے) سے، اور لومڑی کی طرح ادھر ادھر دیکھنے سے۔"

نماز میں اطمینان (تعدیلِ ارکان) کس قدر فرض اور ضروری ہے، اس کا اندازہ ہمیں "**حدیثِ مسیء الصلاۃ**" (نماز میں غلطی کرنے والے کی حدیث) سے ہوتا ہے۔ ایک شخص نے مسجد نبوی میں جلدی جلدی نماز پڑھی، تو آپ ﷺ نے اسے تین بار واپس بھیجا اور فرمایا: "نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔" پھر آپ ﷺ نے اسے طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا:

«ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا»(xxv)

"پھر رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے رکوع کی حالت میں آ جاؤ، پھر (رکوع سے) سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ اطمینان سے سجدے کی حالت میں چلے جاؤ۔"

امت کے جلیل القدر ائمہ نے نماز کی اس چوری پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ سیدنا عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور کا ایک واقعہ ائمہ کے موقف کو واضح کرتا ہے: "سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز ایک پیمانہ ہے، جس نے اسے پورا ناپا اس کو پورا دیا جائے گا، اور جس نے اس میں کمی (تطفیف) کی، تو تم مطففین (ناپ تول میں کمی کرنے والوں) کے بارے میں اللہ کا فرمان سن ہی چکے ہو۔"(xxvi)

فقہِ حنفی کی مشہور کتاب میں تعدیلِ ارکان (ارکان کو سکون سے ادا کرنے) کی اہمیت یوں بیان کی گئی ہے: "رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار 'سبحان اللہ' کہنے کی مقدار سکون سے ٹھہرنا واجب ہے، اور اس کو جان بوجھ کر چھوڑنے سے نماز واجب الاعادہ (دوبارہ پڑھنا ضروری) ہو جاتی ہے۔"(xxvii)

علماء اور محققین نے بھی اس اخلاقی اور شرعی بیماری پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب میں خواتین اور عام لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "بہت سے لوگ رکوع سے اچھی طرح سیدھے کھڑے بھی نہیں ہونے پاتے کہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور دونوں سجدوں کے بیچ میں بھی اچھی طرح نہیں بیٹھتے۔ یاد رکھو کہ اس طرح کرنے سے نماز نہیں ہوتی، اگر ایسی نماز پڑھی ہو تو اس کا لوٹانا واجب ہے۔"(xxviii)

مفتئ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نماز میں خشوع اور اطمینان کی نفسیاتی اور ایمانی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نماز میں جلدی بازی دراصل خدا کے سامنے حاضری کے آداب کے منافی ہے۔ جو شخص نماز کے ارکان کو کوے کی طرح ٹھونگیں مار کر ادا کرتا ہے، وہ گویا اپنے عمل سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اسے معاذ اللہ اس حاضری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور وہ جلد از جلد اس سے جان چھڑانا چاہتا ہے۔"(xxix)

نماز کے وقت کی تطفیف:

بغیر کسی شرعی عذر کے نمازوں کو ان کے فضیلت کے وقت سے مؤخر کرنا اور آخری وقت میں محض فرض اتارنے کے لیے جلدی جلدی پڑھنا۔

قرآنی انداز اور اوقاتِ نماز کی اہمیت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنین پر نماز کو وقت کی پابندی کے ساتھ فرض کیا ہے اور اس میں سستی یا وقت کو ضائع کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۙ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾(xxx)

پس تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے، جو اپنی نماز سے غافل (لاپروا) ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں جلیل القدر مفسر امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ" یہاں غفلت سے مراد نماز کو اس کے اول وقت سے مؤخر کرنا اور اسے ہمیشہ آخری وقت میں پڑھنا ہے"(xxxi)۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے نمازوں کو ضائع کرنے والوں کا ذکر فرمایا:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾[xxxii]

پھر ان کے بعد ایسے نااہل لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کی پیروی کی، سو وہ عنقریب تباہی سے دوچار ہوں گے۔

تفسیری روایات کے مطابق "نماز ضائع کرنے" کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز بالکل چھوڑ دیتے تھے، بلکہ وہ اس کے اوقات کو ضائع کرتے تھے اور فضیلت کا وقت گزار کر پڑھتے تھے۔

احادیثِ نبویﷺ کی روشنی میں عجلت اور تاخیر کی مذمت

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرنے اور پھر اس میں عجلت (جلدی) سے کام لینے کو منافق کی نماز قرار دیا ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِ، يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا، لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا»[xxxiii]

یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (غروب ہونے کے قریب) پہنچ جاتا ہے، تو وہ اٹھتا ہے اور چار ٹھونگیں مار لیتا ہے، اور اس میں اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتا ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بغیر کسی عذر کے نمازِ عصر کو اس وقت تک مؤخر کرنا کہ سورج زرد پڑ جائے اور پھر جلدی جلدی رکوع و سجود کا حق ادا کیے بغیر نماز پڑھنا منافقت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اسی طرح نماز کے ارکان کو اطمینان سے ادا نہ کرنا اور وقت کی تنگی کی وجہ سے عجلت کرنا نماز کی چوری کہلاتا ہے۔ جیسے کہ مسند احمد کی روایت ہے:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ» قَالُوا: يَا رَسُولُ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: «لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا»[xxxiv]

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں میں سب سے بدتر چور وہ ہے جو اپنی نماز میں سے چوری کرتا ہے۔" صحابہ کرام نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! کوئی اپنی نماز میں سے کیسے چوری کر سکتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ اس کے رکوع اور سجدے کو پوری طرح (اطمینان سے) ادا نہیں کرتا۔"

آئمہ اسلاف اور فقہاء کے ارشادات

آئمہ کرام نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ نماز کا وقت شروع ہوتے ہی اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، کیونکہ اول وقت اللہ کی رضا کا سبب ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اپنی کتاب "المؤطا" میں اول وقت کی فضیلت کے بارے میں لکھتے ہیں:

عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ،

كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ»[xxxv]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے (یا وقت نکل جائے)، گویا اس کے گھر والے اور مال سب ہلاک یا لوٹ لیے گئے۔"

فقہائے احناف کے ہاں اگرچہ بعض نمازوں (جیسے ظہر کو گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا یا فجر کو اسفار یعنی روشنی میں پڑھنا) میں تاخیر مستحب ہے، لیکن ایسی تاخیر جو وقت کے بالکل آخر تک پہنچ جائے اور نماز مکروہ وقت میں داخل ہو جائے، بالاتفاق ممنوع اور گناہ ہے۔ امام اندلسی رحمہ اللہ "تطفیف" کے تصور کو نماز پر لاگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جیسے ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے، ویسے ہی نماز کے حقوق اور اس کے اوقات میں کمی کرنا بھی بندے کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔[xxxvi]

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ "تفسیر معارف القرآن" میں لکھتے ہیں **"نماز سے غفلت کی ایک بڑی صورت یہ ہے کہ نماز کے وقت اور اس کی ادائیگی کے آداب کا خیال نہ رکھا جائے۔ کاموں میں مگن رہنا اور جب وقت ختم ہونے کے قریب ہو تو بھاگتے ہوئے وضو کر کے چند سجدے کر لینا، ایسی نماز انسان کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔ یہ نماز میں چوری اور ناپ تول کی کمی ہے جس کا حساب آخرت میں دینا ہو گا۔"**[xxxvii]

اسی طرح، مولانا اشریف علی تھانوی رحمہ اللہ نے نماز میں سستی اور ٹال مٹول کو باطنی بیماری قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: "بغیر کسی حقیقی بیماری یا سفر کے، محض سستی کی وجہ سے نماز کو اس کے مستحب اور فضیلت والے وقت سے مؤخر کرنا اور پھر آخری لمحات میں قضاء کے خوف سے جلدی جلدی فرض ادا کرنا، قلب کی مردنی کی دلیل ہے۔ نماز تو دل کا سرور ہونی چاہیے، نہ کہ کوئی سرکاری ٹیکس جسے بس جلدی سے ادا کر کے جان چھڑائی جائے۔"[xxxviii]

خشوع و خضوع اور قلبی حضوری کی کمی (باطنی تطفیف)

نماز اور دیگر عبادات کی اصل روح باطنی خشوع اور دل کی حضوری ہے، جس کے بغیر عبادت محض ایک بے جان ڈھانچہ بن کر رہ جاتی ہے۔ جب کوئی انسان اللہ رب العزت کے حضور کھڑا ہو کر جسمانی ارکان تو پورے کرتا ہے مگر اس کا دل تعظیم، خوفِ خدا اور محبتِ الٰہی سے خالی ہوتا ہے، تو اسے فقہی و صوفیانہ اصطلاح میں باطنی تطفیف یا ایمان کی ناپ تول میں کمی کہا جاتا ہے۔ قرآن و حدیث میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو نماز کی ظاہری شکل کو تو برقرار رکھتے ہیں مگر اس کے باطنی آداب اور قلبی بیداری سے غافل رہتے ہیں، کیونکہ خدا کے ہاں دلوں کے اخلاص اور عاجزی کو دیکھا جاتا ہے، نہ کہ محض بے روح رکوع و سجود کو۔[xxxix]

دورانِ عبادت خیالات کی آوارگی:

دورانِ عبادت خیالات کی آوارگی انسان کو نماز کے حقیقی ثمرات اور اس کی روحانی مٹھاس سے محروم کر دیتی ہے۔ جب کوئی بندہ نماز کے لیے مصلے پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کی زبان سے تو قرآنی کلمات اور اللہ کی حمد و ثناء جاری ہوتی ہے، لیکن اس کا دل اور دماغ دنیاوی کاروبار، خاندانی معاملات

یا مستقبل کے منصوبوں میں بھٹک رہا ہوتا ہے، تو ایسی نماز اللہ کے ہاں کماحقہ قبولیت کا درجہ نہیں پاتی۔ شریعت نے نماز میں وسوسوں سے بچنے اور توجہ کو یکسو رکھنے کی سخت تاکید کی ہے تاکہ انسان کی باطنی کیفیت اس کے ظاہری افعال کے عین مطابق ہو سکے۔[xl]

عبادت کے دوران دل کا دنیاوی تفکرات میں الجھ جانا دراصل شیطان کا ایک ایسا وار ہے جس کا مقصد مومن کی سب سے بہترین پونجی کو لوٹنا ہے۔ انسان جب اللہ کے دربار میں حاضری دیتا ہے تو اسے یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ اپنے خالق کو دیکھ رہا ہے، یا کم از کم یہ یقین ہو کہ اس کا خالق اسے دیکھ رہا ہے۔ اس کیفیت کے مفقود ہونے سے نماز محض ایک مشینی عمل بن جاتی ہے جہاں ارکان تو ترتیب سے ادا ہوتے ہیں مگر روح غائب ہوتی ہے، اسی لیے محدثین نے خبردار کیا ہے کہ بندے کو نماز کا اتنا ہی حصہ نفع دیتا ہے جتنا اس نے دل کی بیداری کے ساتھ ادا کیا۔[xli]

خیالات کی اس پراگندگی کا علاج یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے انسان ذہنی طور پر دنیا سے کٹ جائے اور کلماتِ نماز کے معانی پر غور کرے۔ اگر کوئی شخص زبان سے تکبیر کہہ کر بھی اپنے ذہن میں دکان، مکان اور نفع و نقصان کے ترازو لیے کھڑا رہے گا تو وہ اس عظیم ملاقات کی لذت سے محروم رہے گا جو بندے اور رب کے درمیان ہوتی ہے۔ صوفیاء اور فقہاء نے صراحت کی ہے کہ خیالات کا آنا انسانی بس میں نہیں لیکن ان خیالات کے پیچھے چل پڑنا اور ان میں گم ہو جانا نماز کے ثواب کو انتہائی کم کر دیتا ہے۔[xlii]

فون اور ٹیکنالوجی کی مداخلت

موجودہ دور میں ڈیجیٹل آلات اور خاص طور پر موبائل فونز نے انسان کی توجہ کو بری طرح منتشر کر دیا ہے، جس کے منفی اثرات ہماری عبادات پر بھی پڑ رہے ہیں۔ نماز یا تلاوت کے دوران جیب میں فون کا بجنا، یا نوٹیفیکیشنز کی آواز آنا دل کی یکسوئی کو ایک لمحے میں پامال کر دیتا ہے اور انسان کا ذہن فورا اسکرین پر آنے والے پیغامات کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ دنیاوی مداخلت عبادت کی حرمت اور وقار کے منافی ہے، کیونکہ اللہ کے دربار میں حاضری کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ ہر دوسری طاقت اور مصروفیت سے بالکل لا تعلق ہو کر یکسو ہو جائے۔[xliii]

عبادت سے فارغ ہوتے ہی فوراً سکرین کی طرف متوجہ ہو جانا اس روحانی اثر کو سیکنڈوں میں زائل کر دیتا ہے جو انسان نے نماز کے دوران حاصل کیا ہوتا ہے۔ نماز کے بعد کا وقت ذکر، دعا اور استغفار کا ہوتا ہے تاکہ عبادت کے انوارات دل میں راسخ ہو سکیں، لیکن جدید ٹیکنالوجی کی عادت نے انسان کو اتنا بے صبرا بنا دیا ہے کہ وہ سلام پھیرتے ہی دنیاوی رابطوں میں گم ہو جاتا ہے۔ اس طرزِ عمل سے وہ قلبی سکون اور خشوع کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے جو انسان کو گناہوں سے بچانے اور اس کی اخلاقی اصلاح کے لیے ضروری ہوتا ہے۔[xliv]

ٹیکنالوجی کا یہ بے جا استعمال عبادات میں باطنی تطفیف یعنی روحانی کمی کا ایک بہت بڑا سبب بن چکا ہے جس کی طرف دورِ حاضر کے مسلمانوں کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ مساجد اور مصلیٰ جات کو ان دنیاوی آلات کے شر سے پاک رکھنا ہر مومن کی ذمہ داری ہے تاکہ اللہ کے گھروں کا

امن اور یکسوئی برقرار رہ سکے۔ جب تک انسان اپنی عبادت کے مخصوص وقت کو سوشل میڈیا اور فون کی دنیا سے مکمل طور پر محفوظ نہیں کرے گا، تب تک اس کی عبادات میں وہ گہرائی اور قلبی حضوری پیدا نہیں ہو سکتی جو اسلافِ صالحین کا خاصہ تھی۔[xlv]

حلال و حرام کی تمیز کے بغیر عبادات

حلال و حرام کی تمیز کے بغیر عبادات کی مثال اس عمارت کی سی ہے جو گندے اور ناپائیدار گارے پر کھڑی کی جائے، جس کا انجام سراسر تباہی ہوتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا یہ محکم اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز ہی کو قبول فرماتا ہے۔ جب کوئی شخص حرام ذرائع، سود، رشوت یا غصب شدہ مال سے حج کرتا ہے، خیرات دیتا ہے یا اپنے بدن کی پرورش کر کے نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے، تو اس کی عبادات بارگاہِ الٰہی میں رد کر دی جاتی ہیں اور اس کی دعائیں بھی سنی نہیں جاتیں۔[xlvi]

رزقِ حلال عبادات کی قبولیت اور دل کی بیداری کے لیے سب سے پہلی اور بنیادی شرط ہے جس کے بغیر کوئی باطنی ترقی ممکن ہی نہیں ہے۔ حرام مال سے صدقہ کرنے والے کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کپڑے کو پیشاب سے دھونے کی کوشش کرے، جس سے پاکیزگی کے بجائے ناپاکی مزید بڑھ جاتی ہے۔ ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی کمائی کو ہر قسم کے شبہات سے پاک رکھے، کیونکہ حرام لقمہ انسان کے اندر سے نیکی کا جذبہ سلب کر لیتا ہے اور اس کی ظاہری بندگی کو بے اثر بنا دیتا ہے۔ [xlvii]

عبادت کی قبولیت کے لیے جو بنیادی تقاضے ہیں، ان میں سے کچھ کا تعلق انسان کے عمومی کاروبارِ زندگی سے ہے، جیسے رزقِ حلال کا اہتمام کرنا، بندوں کے حقوق ادا کرنا اور اخلاقِ حسنہ کو اپنانا۔ اس طرح کی شرائط کی طرف عدم توجہی بھی عبادات میں تطفیف (کمی یا نقص) کا باعث بنتی ہے، کیونکہ جب زندگی کا باطنی معاملہ ہی صاف نہ ہو تو ظاہری عبادات کا اثر قائم نہیں رہتا۔

تجاویز و سفارشات

معاصر معاشرے میں مادیت پرستی، سوشل میڈیا کی چکا چوند اور وقت کی تیز رفتاری کی وجہ سے عبادات میں غفلت، دکھاوا (ریاکاری) اور تطفیف (حقوق و آداب میں کمی) کے رجحانات تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ ان منفی رجحانات کے سدِباب اور عبادات میں اخلاص و کمال پیدا کرنے کے لیے اسلامی تناظر میں **چند اہم علمی و عملی تجاویز** درج ذیل ہیں:

الف) نیت کی اصلاح اور ریاکاری کا سدِباب

- **نیت کا مسلسل جائزہ:** ہر عبادت کے آغاز، دورانِ عبادت اور اس کے اختتام پر اپنی نیت کو ٹٹولیں کہ مقصد صرف اللہ کی رضا ہے یا لوگوں سے داد وصول کرنا۔
- **نوافل اور صدقات کو چھپانا:** فرائض کے علاوہ دیگر عبادات (مثلاً تہجد، نفلی روزے اور خیرات) کو حتی الامکان پوشیدہ رکھیں تاکہ اخلاص پیدا ہو اور دکھاوے کا عنصر ختم ہو۔
- **سوشل میڈیا پر عبادات کی نمائش سے گریز:** حج، عمرہ، زکوٰۃ کی تقسیم یا مسجد کی تصاویر کو سوشل میڈیا پر شیئر کرنے کے رجحان سے سخت اجتناب کریں، کیونکہ یہ عمل ریاکاری کو

فروغ دیتا ہے۔

- **مدح اور ذم سے بے نیازی:** اپنے دل کو اس طرح تربیت دیں کہ لوگوں کی تعریف سے خوشی اور ان کی تنقید یا عدم توجہی سے دل برداشتہ ہوئے بغیر عبادت کا تسلسل قائم رہے۔
- **صدمہ اور ثواب کا موازنہ:** یہ ذہن نشین رکھیں کہ ریاکاری سے کی گئی عبادت نہ صرف ضائع ہو جاتی ہے بلکہ آخرت میں وبالِ جان بنتی ہے۔

ب) عبادات میں تطفیف (کمی اور غفلت) کا خاتمہ

- **ارکان اور آدابِ عبادات کا شرعی علم:** نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے تفصیلی احکام و آداب سیکھیں، کیونکہ شرعی علم کے بغیر عبادات میں دانستہ یا غیر دانستہ تطفیف (کمی) واقع ہوتی ہے۔
- **خشوع و خضوع اور تدبر:** نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں اور اذکار کے ترجمے اور مفہوم پر غور کریں تاکہ ذہن ادھر ادھر نہ بھٹکے اور ارکانِ نماز سکون سے ادا ہوں۔
- **وقت کی پابندی اور اول وقت کو ترجیح:** عبادات میں بالخصوص نماز کو سستی کی وجہ سے آخری وقت تک ٹالنے کے بجائے اول وقت میں ادا کرنے کی عادت ڈالیں۔

ج) رزقِ حلال اور باطنی پاکیزگی کا اہتمام

- **کسبِ حلال کا کلیدی اہتمام:** اپنے ذرائع معاش کو سود، رشوت، ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے بالکل پاک رکھیں، کیونکہ حرام غذا سے پرورش پانے والے جسم کی عبادات بارگاہِ الٰہی میں رد کر دی جاتی ہیں۔
- **حقوق العباد کی فوری ادائیگی:** لوگوں کے مالی و اخلاقی حقوق (امانتیں، قرض، وراثت کا حصہ) فوراً ادا کریں؛ حقوق العباد کو پامال کر کے نفل عبادات میں مشغول ہونا بہت بڑا تضاد ہے۔
- **توبہ اور استغفار کی کثرت:** گناہوں کے اثرات دل کو سخت کر دیتے ہیں جس سے عبادات میں غفلت پیدا ہوتی ہے، لہٰذا روزانہ گناہوں سے سچی توبہ کو اپنا معمول بنائیں۔*

---

[0] قرآن کریم

[i] ابن منظور افریقی، لسان العرب ، (نشر آدب الحوزة، قم ، إیران، سن اشاعت: ١٤٠٥ھ، ١٣٦٤ء)، ج: 3، ص:272

[ii] ایضاً ص: 273

[iii] سید محمد مرتضی الحسینی الزبیدی، تاج العروس من جواهر القاموس،(مطبع حکومیہ،کویت،: ١٤١٤ ھ)، ط:8، ص:330

[iv] ابراہیم انیس، المعجم الوسیط، دار الدعوة، ص 583

[v] مولوی نور الحسن نیر، نور اللغات، (پبلشر: الکتاب سوسائٹی، لاہور)،ج:3، ص:454

vi قرآن کریم، سورۃ الذاریات، آیت: 56

vii سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر، اسلامک پبلیکیشنز، ص :24

viii امام ابن تیمیہ، کتاب العبودیت (اردو ترجمہ: حقیقتِ عبادت)، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، ص 18

ix صحیح مسلم، "كِتَابُ الإِيمَانِ"، " بَابُ بَيَانِ أَرْكَانِ الإِسْلاَمِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ"، حدیث: 16

x علامہ ابن منظور الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، جلد: 9، ص: 221

xi علامہ راغب اصفہانی، المفردات في غریب القرآن، دار القلم، دمشق، جلد: 1، ص: 522

xii علامہ مرتضیٰ زبیدی، تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية، بیروت ، جلد: 23، ص: 494

xiii القاضی محمد بن عبد اللہ ابن العربی، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج: 4، ص: 371

xiv امام فخر الدین الرازی، التفسیر الکبیر (المفاتیح الغیب)، دار إحياء التراث العربي، بیروت، ج: 31، ص: 88

xv ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحكام القرآن، دار الكتب المصریہ، قاہرہ، ج: 19، ص: 251

xvi عبد الرحمن بن ناصر السعدی، تیسیر الکریم الرحمن في تفسير كلام المنان، موسسة الرسالة، بیروت، ص: 915

xvii مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، خطبات، اسلامک پبلیکیشنز، رچنا ٹاؤن، شاہدرہ، لاہور، ص: 145

xviii مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج: ۱، ص: ۹۸

xix مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج: ۳، ص: ۶۸

xx اشرف علی تھانوی، خطباتِ حکیم الامت، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، ج: ۹، ص: ۲۱۴

xxi مفتی محمد امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ کراچی، ج: ۱، ص: ۲۸۸

xxii سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب صلاة من لا یقیم صلبه في الركوع والسجود، حدیث: 858

xxiii امام احمد بن حنبل، مسند احمد، موسسۃ الرسالہ بیروت، ج: ۳۷، ص: ۲۹۸

xxiv امام احمد بن حنبل، مسند احمد، موسسۃ الرسالہ بیروت، ج: ۱۴، ص: ۳۶۵

xxv صحیح بخاری، "كِتَابُ الأَذَانِ"، "بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لاَ يُتِمُّ رُكُوعَهُ بِالإِعَادَةِ"، حدیث: ۷۹۳

xxvi امام مالک بن انس، الموطأ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج: ۱، ص: ۷۰

xxvii علامہ ابن عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر بیروت، ج: ۲، ص: ۱۵۷

xxviii مولانا اشرف علی تھانوی، بہشتی زیور، تاج کمپنی پبلشرز لاہور، ج: ۱، ص: ۱۲۲

xxix مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج: ۸، ص: ۷۰۲

xxx قرآن کریم، سورۃ الماعون، آیت: ۴تا۵

xxxi عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الطیبہ للنشر والتوزیع ریاض، ج: ۸، ص: ۴۹۳

xxxii قرآن کریم، سورۃ مریم، آیت: ۵۹

xxxiii صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب استحباب التبکیر بالعصر، حدیث: ۶۲۲

xxxiv مسند احمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة بیروت، ج: ۳۷، ص: ۲۹۴

xxxv صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب إثم من فاتته العصر، حدیث: ۵۵۲

xxxvi ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر، الاستذکار، دار الکتب العلمیہ بیروت، ج: ۱، ص: ۲۴۱

xxxvii مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ج: ۸، ص: ۸۳۲

xxxviii اشرف علی تھانوی، خطباتِ حکیم الامت، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، ج: ۱۴، ص: ۱۱۵

xxxix امام ابو حامد محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، مترجم: مولانا محمد صدیق شاہجہانپوری، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ج: ۱، ص: ۳۲۶

xl مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ج: ۶، ص: ۲۹۸

xli مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، اصلاحی خطبات، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج: ۳، ص: ۱۴۲

xlii مولانا امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ج: ۱، ص: ۱۱۸

xliii مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، ج: ۵، ص: ۸۴

xliv مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، فتاویٰ عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ج: ۱، ص: ۴۵۲

xlv مفتی محمد شفیع عثمانی، مجالسِ شفیع، ادارۃ المعارف، کراچی، ج: ۱، ص: ۱۹۵

xlvi امام ابن رجب حنبلی، جامع العلوم والحکم، مترجم: مولانا محمد صدیق خان، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور، ج: ۱، ص:290

xlvii امام ابو حامد محمد الغزالی، احیاء علوم الدین، مترجم: مولانا محمد صدیق شاہجہانپوری، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، ج: ۲، ص: ۸۸